سلمان علی

شہاب نامہ کا مابعد الطبیعیاتی پہلو: تحقیق و تنقید

Autobiography has its significance in literature being a primary source of information about famous personalities. Shahab Nama by Qudratullah Shahab is one of the prominent and popular autobiographies of Urdu Literature. This article presents an analytical and research oriented study of Shahab Nama's mataphysical aspect.

اردو ادب میں خودنوشت سوانح عمری نے بہت کم عرصے میں قابل قدر مقام حاصل کر لیا ہے۔ اگرچہ خودنوشت نگاروں کی فہرست بہت طویل نہیں لیکن پھر بھی بہت دلچسپ اور چونکا دینے والی خودنوشتوں نے اردو ادب میں باقاعدہ ایک فن کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ جس کی وجہ سے خودنوشت سوانح عمریاں نہ صرف ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں بلکہ اس کا مطالعہ درحقیقت علم و عرفان اور آگہی کا ایک نیا اور اچھوتا رُخ بھی متعارف کراتا ہے۔

خودنوشت سوانح عمری کا بنیادی ڈھانچہ جو حقیقت میں کسی فرد کی ذات ہی سے اُٹھتا ہے قاری اس کے مطالعے میں اجنبیت محسوس نہیں کرتا اس لئے کہ ذات کو مرکز بناتے ہوئے خودنوشت سوانح نگار کی اُڑان جہاں جہاں بھی ہو قاری کے لئے اچنبھے کی کوئی بات نہیں ہوتی مگر بسا اوقات ان خودنوشتوں میں ایسے عجیب و غریب اور خرق عادات واقعات کا بیان ہوتا ہے جہاں نہ صرف بیان کرنے والا ایسے واقعات کے رونما ہونے پر اپنے تحیر کا اظہار کرتا ہے۔ بلکہ قاری کے لئے بھی ایسے واقعات پُر از تحیر ہوتے ہیں۔

جہاں تک خرق عادات واقعات کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں اردو ادب کا دامن خاصا بھرا ہوا ہے، جیسے قصہ حاتم طائی سے طلسم ہوشربا اور لوک کہانیوں سے لے کر مثنوی سحر البیان اور گلزار نسیم وغیرہ تک میں یہ مخصوص عناصر، یعنی جن بھوت، پری دیو اور اچانک غائب ہونے والے سبز پوش بزرگ اور پیروں فقیروں جیسے کرداروں کی صورت میں موجود رہے ہیں۔ اس کے علاوہ عجیب و غریب روایات، خواب، مزاروں کی کرامات وغیرہ ایسے پُر از تحیر واقعات سامنے آتے رہتے ہیں جن کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جہاں ایک طرف قاری تجسس و جستجو کی دنیا میں فعال رہے وہاں دوسری طرف حظ حاصل کرے یعنی وہی بات سامنے آتی ہے جو ارسطو نے کہی تھی کہ ادب کا بنیادی مقصد حظ آفرینی ہے تو شاید اسی حظ آفرینی کو ایسے واقعات کی شمولیت سے زندہ رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

دوسری طرف انسان کی تشنہ آرزوؤں کی تکمیل کا سامان بھی اس طریقے سے میسر آتا تھا مثلاً اُردو ادب میں ایک شہزادہ ان غیبی اور مافوق الفطرت عناصر سے نہ صرف زندگی کی مشکلات کو حل کرنے اور منزل مقصود تک پہنچنے میں مدد اور رہنمائی حاصل کرتا ہے بلکہ ان غیبی طاقتوں پر اس کی فتح کو نسل انسانی کی فتح و کامرانی کا استعارہ بنا دیا گیا ہے۔

اردو کے نثری ادب نے جب داستان کے محدود دائرے سے نکل کر افسانے کی سرحد پار کی تو یہ عناصر بھی داستان ہی میں رہ گئے اور بالخصوص جب ادب برائے زندگی کا نعرہ گونجا اور اس نقطہ نظر سے ادب کی تخلیق کی گئی تو قاری نے افسانہ نگاری

نظر سے نظر ملا کر زندگی کی تلخ حقیقتوں کا مشاہدہ کرنا شروع کیا تو خرق عادات واقعات اور تصورات، توہمات کے سوا کچھ اور نظر نہیں آئے نتیجتاً ایسے واقعات کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا بلکہ ادب پر ایسے واقعات کی چھاپ کو بدنما داغ بھی گردانا گیا۔ اس لئے فکشن کو ایسے واقعات سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی۔

اسی نعرے پر ہمارے بہت سے ادیبوں نے لبیک کہا اور کافی حد تک اپنا دامن ایسے واقعات سے بچائے رکھا مگر جب وہ اپنی بپتا بیان کرنے لگے تو ان کی خودنوشت میں خرق عادات واقعات اور عناصر کی موجودگی نہ صرف ذاتی تجربات کے طور پر سامنے آئیں بلکہ دوسروں کے بھی ایسے بہت سے دلچسپ واقعات سے انہوں نے اپنی خودنوشت کے دامن کو وہی داستانی کروفر اور شان وشوکت بخشی۔ شاید اسے ہم اپنے ادیبوں کا ردعمل کہیں یا کچھ اور کہ اس نے افسانہ، ڈرامہ اور ناول میں اپنی قلم کے بندشوں کو خودنوشت میں آکر توڑا اور پھر سے اپنی ذات کو وسیلہ بناتے ہوئے وہ تمام واقعات از سر نو دہرانا شروع کردیے، اب ایسے میں قاری اور نقاد پر دوہری ذمہ داری آن پڑی کہ ایسے واقعات کی حظ آفرینی سے محظوظ بھی ہوں اور اس کی کنہ و حقیقت تک رسائی بھی حاصل کرے کیونکہ آج کے دور کا باسی جس کے چاروں طرف سائنس اور ٹیکنالوجی نے زندگی کے رویوں تک کو متاثر کیا ہوا ہے خود بھی اچھا خاصا پڑھا لکھا اور باشعور انسان ہے جو نہ صرف حقیقت اور مجاز کے فرق کو سمجھتا ہے بلکہ اس نے چاند اور مریخ پر قدم بھی رکھا ہے جس کے لئے دنیا ایک گلوبل ویلج بن گئی ہے اور اس کی نظروں سے اب کوئی بھی شے چھپ نہیں سکتی کیونکہ وہ اب ''عالم لورانی'' میں زندگی بسر کر رہا ہے جینٹک انجینئرنگ اور کلوننگ کے تجربات نے تو اس پر نئی نئی دنیاؤں کی حقیقت آشکارہ کردی ہے اب ایسے دور کا انسان جب اپنی خودنوشت لکھتا ہے، وہ خودنوشت جو نہ غزل ہوتی ہے اور نہ مثنوی و داستان بلکہ اپنی حقیقی زندگی کی کہانی (خارجی اور داخلی سطح پر) اپنے ہی قلم سے لکھتا ہے تو اس میں خرق عادات واقعات سے ہم ایسے ہی آنکھیں بند کردیں جیسے فکشن میں ہمارا وطیرہ رہا ہے اور بس اتنا کہہ کر آگے بڑھ جائیں کہ یہ تخیل کی جولانی کے سوا کچھ بھی نہیں اور ایک دو کی بات ہو تو چلو خیر ہے مگر ایک تسلسل کے ساتھ خودنوشتوں میں اس طرح کے واقعات چہ معنی دارد؟۔

علاوہ ازیں جب ترقی پسندوں کے امام، اختر حسین رائے پوری بھی اپنی خودنوشت میں اس طرح کے واقعات کا ذکر کرتے ہیں تو لامحالہ ان واقعات کی تحقیق و پرکھ اور وجوہات کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہیں۔

زیر نظر مقالے میں صرف قدرت اللہ شہاب کی مشہور و معروف خودنوشت ''شہاب نامہ'' کا مابعد الطبیعیاتی حوالے سے جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ ''شہاب نامہ'' میں مابعد الطبیعیاتی حوالے سے کئی ایک دلچسپ واقعات سامنے آتے ہیں۔ جن میں کچھ تو عجیب و غریب خوابوں پر مشتمل ہیں اور بعض کا تعلق ارواح اور مافوق الفطرت کرداروں جیسے ''نائنٹی'' وغیرہ کی شکل میں سامنے آتے ہیں۔ جہاں تک خوابوں کی بات ہے تو اس سلسلے میں تین قابل قدر خواب ہمارے سامنے آتے ہیں۔ پہلا خواب ایک استاد رحمت الٰہی کے حوالے سے ہے جنہوں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور جس میں انھیں حکم دیا گیا کہ جھنگ جاکر ڈپٹی کمشنر کو اپنی مشکل بتاؤ تو اللہ تمہاری مدد کریگا۔[۷] اس طرح دوسرا خواب قدرت اللہ شہاب نے اپنے حوالے سے بیان کیا ہے ملاحظہ کیجئے۔

> ''چند روز بعد ایک عجیب خواب نظر آیا۔ خواب میں تاحد نگاہ ایک وسیع و عریض صحرا پھیلا ہوا تھا۔ میں اس میں کسی جانب تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا چلا جارہا تھا۔ صحرا کی ریت اتنی گہری تھی کہ میری ٹانگیں گھٹنوں گھٹنوں تک اس میں دھنس دھنس جاتی تھیں۔ سانس پھول کر جب مزید بھاگنا محال ہوگیا۔ تو میں گھٹنوں کے بل گھسٹتا گھسٹتا آگے بڑھتا گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب گھٹنے بھی جواب دے گئے، تو میں منہ کے بل ریت پر لیٹ گیا۔ اور اپنی ٹھوڑی اور پنجے ریت میں گاڑ گاڑ کر پیٹ کے بل آگے کی جانب رینگنے لگا۔ اس شدید مشقت سے میری سانس بُری طرح پھول گیا تھا، میرے گھٹنے

اور پیٹ اور ہاتھ شل ہو گئے تھے اور میرے سینے میں درد کی شدید ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں ۔ اسی طرح رینگتے رینگتے اچانک ایک جانماز نما چٹائی کا ایک کونہ میرے ہاتھ میں آ گیا ۔ وہ چٹائی ایک کھجور کے درخت کے نیچے بچھی ہوئی تھی ۔ اور حضور ﷺ اس پر دو زانو تشریف فرما تھے ۔ حضور ﷺ نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ میری جانب دیکھا ۔ اور عین اس وقت میری آنکھ کھل گئی ۔'' ۲

اس طرح آگے چل کر صفحہ ۱۱۸۰ سے ۱۱۸۳ تک مختلف خوابوں کا ذکر ہے جن میں ایک خواب شہاب کی جرمن بھابی نے دیکھا اور شہاب کو خط لکھا، کہتی ہیں ۔

"The other night I had the good fortune to see Fatimah daughter of the Holy Prophet (PBUH) in my dream. She talked to me most graciously and said "Tell your brother-in-Law Qudrat Ullah Shahab, that I have submitted his request to my exalted Father who has very kindly accepted it".

ترجمہ: ''اگلی رات میں نے خوش قسمتی سے فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا انہوں نے میرے ساتھ نہایت تواضع اور شفقت سے باتیں کیں اور فرمایا کہ اپنے دیور قدرت اللہ شہاب کو بتا دو کہ میں نے اس کی درخواست اپنے برگزیدہ والد گرامی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی تھی انہوں نے از راہ نوازش اسے منظور فرما لیا ہے''

اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے شہاب ایک دوسرے خواب کا ذکر بھی کرتے ہیں ۔ ملاحظہ کیجئے ۔

''اسکے بعد کچھ عرصہ تک مجھے خواب میں طرح طرح کی بزرگ صورت ہستیاں نظر آتی رہیں ۔ جن کو نہ تو میں پہچانتا تھا ۔ نہ انکی باتیں سمجھ میں آتی تھیں اور نہ ہی ان کے ساتھ میرا دل بھیگتا تھا پھر ایک خواب میں مجھے ایک نہایت دلنواز اور صاحب جمال بزرگ نظر آئے جو احرام پہنے ایک عجیب سرور و مستی کے عالم میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے ۔ میرا دل بے اختیار ان کے قدموں میں بچھ گیا ۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے میری جانب آئے اور مطاف سے باہر حطیم کی جانب ایک جگہ مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور بولے ،''میرا نام قطب الدین بختیار کاکی ہے تم اس راہ کے آدمی تو نہیں ہو لیکن جس دربار گہربار سے تمہیں منظوری حاصل ہوئی ہے اس کے سامنے ہم سب کا سر تسلیم خم ہے ۔'' قطب الدین بختیار کاکی صاحب نے ایک پیالہ ہمارے درمیان رکھا ، جس میں کھانے یا پینے کی کوئی چیز پڑی تھی ۔ اُنہوں نے اچانک فرمایا ۔''تم یہ زندگی چاہتے ہو یا وہ زندگی ؟'' خواب میں بھی میرے دل کا چور انگڑائی لے کر بیدار ہو گیا اور اس نے مجھے گمراہ کیا کہ غالباً اس سوال میں فوری طور پر موت قبول کرنے کی دعوت ہے یعنی دنیاوی زندگی چاہتے ہو یا آخرت کی زندگی مجھے ابھی زندہ رہنے کا لالچ تھا ۔ اس لئے میں اپنے دل کے چور کی پیدا کی ہوئی بدگمانی کا شکار ہو گیا ۔ حضرت کچھ یہ زندگی چاہتا ہوں ، کچھ وہ ۔'' میرا یہ کہنا تھا کہ میرے بائیں پہلو کی جانب سے ایک کالے رنگ کا کتا سا جھپٹتا ہوا آیا اور آتے ہی سامنے پڑے ہوئے پیالے میں منہ ڈال دیا ۔ قطب صاحب مسکرائے اور بولے ،''افسوس یہ صفت کی نعمت تمہارے مقدر میں نہیں تمہارا نفس تم پر بری طرح غالب ہے اس لئے مجاہدہ کرنا ہو گا ۔'' اس کے بعد کئی ماہ تک نہ کوئی خواب آیا اور نہ ہی کسی قسم کا واقعہ رونما ہوا '' ۳

اس طرح شہاب نامہ کا سب سے دلچسپ اور متنازعہ باب ''بملا کماری کی بے چین روح'' کے عنوان سے تقریباً چالیس

صفحات پر محیط ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہے جو شہاب کے ذاتی تجربے میں آئے اور جسے انھوں نے انتہائی جزئیات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ سارے واقعات شہاب کے ساتھ ۱۸ سول لائنز میں ایک کوٹھی جو سالہا سال سے غیر آباد پڑی تھی۔ اور جس کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا کہ آسیب زدہ ہے۔ غرض شہاب نے اس کوٹھی میں ارواح کا عمل دخل اور ان کی قوت وطاقت کے عجیب کرشمات کا ذکر کیا ہے۔

جہاں تک خوابوں کا تعلق ہے تو ہمارے بہت سے خودنوشت نگاروں نے اپنی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے مختلف قسم کے خوابوں کا ذکر کیا ہے جن میں سب سے ''نازک'' خواب وہ ہیں جن میں دیکھنے والوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انھیں زیارت رسول ﷺ نصیب ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے تئیں ان خوابوں کی تعبیر بھی بیان کی ہے جہاں تعبیر بیان نہیں کی گئی ہے وہاں خواب ایسے انداز میں سامنے آتے ہیں جس سے قاری کو بات کی تہہ تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

جہاں تک خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں متعدد روایات ایسی آتی ہیں جن میں ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو وہ میں ہی ہوں کیونکہ شیطان کے لئے میری جیسی شکل اختیار کرنا ناممکن ہے۔''۴

اس طرح کی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے غازی عزیز مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں۔

> ''احادیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ حقیقت میں رسول اللہ ﷺ جیسی شکل وصورت اختیار کر سکے لیکن یہ تمام احادیث اس چیز کی ہرگز نفی نہیں کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی دوسرے شخص کا بھیس اختیار کرے اور خواب میں آ کر یہ دعویٰ کرے کہ میں ہی رسول اللہ ہوں یہ تفصیل مشہور تابعی امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے تفقہ کا نتیجہ ہے۔ پس لازم ہے کہ ہر شخص جو خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھے وہ فی الواقع ویسا ہی سمجھ بیٹھے بلکہ یہ صرف اس وقت درست ہے جب کہ اس نے کتب حدیث میں مروی آپ کی جملہ شمائل وفضائل اور عادات وصفات کے مطابق ہی آپ کو خواب میں دیکھا ہو''۵

اس اقتباس سے یہ سوال سامنے آتا ہے کہ ہم میں سے کتنے ہونگے جو رسول اللہ کے جملہ شمائل وفضائل اور عادات وصفات سے اچھی طرح باخبر ہوں دوسری بات یہ کہ ایسے کتنے ہونگے کہ جو خواب دیکھنے کے بعد فوراً لوٹ کرتے ہوں کیونکہ خوابوں کو اگر فی الفور لوٹ نہ کیا جائے تو وہ بھول جاتے ہیں اور پھر خواب کی گم شدہ یا بھولی ہوئی کڑیاں انسان خود سے پورے کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا خواب دیکھنا ایک طرح کا ہوتا ہے اور اسے بیان کرنا کوئی دوسری شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اس لئے خواب میں رسول اللہ کی زیارت کو مذکورہ احادیث اور روایتوں کے تناظر میں من وعن تسلیم کرنے سے پہلے امام ابن سیرین کی فکر کی روشنی میں جانچنا چاہیے کیونکہ محبت وعقیدت میں عموماً انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت قدرے ماند پڑ جاتی ہے جس سے بے اعتدالی کے پیدا ہونے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔

قدرت اللہ شہاب نے زیارت رسول اللہ کے حوالے سے جو خواب بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک تو پرائمری سکول کے ایک استاد رحمت الٰہی کے حوالے سے ہے یعنی یہ خواب شہاب نے خود تو نہیں دیکھا البتہ مذکورہ استاد کو رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ جھنگ جا کر ڈپٹی کمشنر کو اپنی مشکل بتاؤ۔

اس نوعیت کے خوابوں اور واقعات سے پتہ نہیں شہاب سے کتنے لوگوں نے فائدے اُٹھائے ہونگے۔ کیونکہ شہاب کی اس دُکھتی رگ کا اچھا خاصا چرچا تھا۔ رحمت الٰہی کی مدد اگر رسول اللہ صلعم کرنا چاہتے تھے تو پھر شہاب کے پاس بھجوانے کی کیا ضرورت تھی کیا وہ خود ان کی مشکل حل نہیں کر سکتے تھے؟

جہاں تک شہاب صاحب کے اپنے خواب کا تعلق ہے تو یہ ان کی خودنوشت کے آخری باب ''چھوٹا منہ بڑی بات'' میں

موجود ہے جس کے بارے میں کئی ایک طرح کی باتیں سامنے آتی ہیں جیسے ممتاز مفتی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ”قدرت اللہ کی وفات کے بعد جب شہاب نامہ شائع ہوا اور میں نے آخری باب ”چھوٹا منہ بڑی بات“ پڑھا تو حیران رہ گیا کہ قدرت اللہ نے اپنی زندگی کی چوتھی سمت کا راز کیسے کھول دیا راز کھولنا تو اس کی سرشت میں نہ تھا اس پر کچھ دانشوروں نے کہا کہ آخری باب قدرت اللہ نے نہیں لکھا بلکہ اس کے حواریوں نے لکھ کر شہاب نامے میں شامل کر دیا ہے“۶

شہاب اور مفتی کا ''چوتھی سمت'' والا معاملہ تو خیر ایک نفسیاتی مسئلہ ہے مگر جہاں تک قدرت اللہ شہاب کی خودنوشت کی بات ہے تو اس بارے میں بیشتر محققین و نقادوں کی متفقہ رائے ہے کہ ''شہاب نامہ'' کے واقعات میں حقیقت سے زیادہ افسانویت ہے، بقول احمد بشیر

> ”شہاب نامہ“ ایک سچی کتاب ہے مگر شہاب نے اس میں سارا سچ نہیں بول دیا۔۔۔ شہاب دنیاداری کے بھید خوب جانتا تھا اور جب ضروری سمجھتا تھا جھوٹ بھی بول دیتا تھا“۷

غرض شہاب نامہ کے بہت سے واقعات کے مبالغہ آمیز اور شہاب کی اصل حیثیت کے بے نقاب ہونے کے بعد اب صورت حال اس نہج پر پہنچ گئی ہے کہ شہاب کی سچی باتوں پر بھی شک کا گمان ہو سکتا ہے۔۸

دوسری اہم بات یہ ہے کہ شہاب نے پوری زندگی اپنے رازوں کی حفاظت کی، اس کا اعتراف تو مفتی نے خود بھی کیا ہے، علاوہ ازیں اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ شہاب نیک متقی، پرہیزگار اور عاشق رسول ﷺ تھے تو پھر بھلا اپنے ذاتی رازوں اور خوابوں کی تشہیر کیا معنی رکھتی ہیں؟ یہ ایک بہت بڑا تضاد ہے جو شہاب کی زندگی میں سامنے آتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی خودنوشت میں روحانی واردات کے افشاء سے پیدا شدہ جس کرب کا ذکر کیا ہے اسے ''نائنٹی'' کے قصے کو پڑھے بغیر جاننا مشکل ہے۔

> ”ایک روز میرے دل میں لالچ آیا کہ میں اپنے گمنام اور نادیدہ خضرِ راہ کا کم از کم ایک دستخط Ninety اس کے کسی خط سے پھاڑ کر نشانی اور برکت کے طور پر اپنے پاس محفوظ کر لوں۔ یہ خیال آنا تھا کہ سزا کا تازیانہ فوراً نازل ہو گیا۔ رات کا وقت تھا۔ بجلی کے بلب کے اردگرد چند پروانے منڈلا رہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پر ایک کاغذ منڈلانے لگا اور آہستہ آہستہ بل کھاتا ہوا نیچے میری گود میں آ گرا۔ اس میں تحریر تھا کہ حکم عدولی کا یہ منصوبہ فوری سزا کا مستحق ہے۔ سزا یہ تجویز ہوئی کہ تیاں چند لمحوں کے بعد اپنے آپ گل ہو جائیں گی اور میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں نصف گھنٹہ تک ایک ایک زندہ سانپ سے باندھ کر رکھے جائیں گے۔ اس خوفناک سزا کا فیصلہ سن کر میں بے اختیار رو پڑا میں نے جلدی جلدی اپنے ارادہ سے توبہ کی۔ دل کی گہرائیوں سے معافی مانگی۔“۹

اگر دیکھا جائے تو وجدانی و روحانی رابطے غیر مرئی کشف و الہام کی دین ہوتے ہیں مگر یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے، خیر حقیقت کچھ بھی ہو مگر اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو رازوں کو اخفا میں رکھنے پر زور ہے اور ''منصور کو ہوا لب گویا پیام موت'' کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں معافیاں مانگی جا رہی ہیں اور دوسری طرف ان رازوں اور خوابوں سے اپنی خودنوشت کو مزین کر کے، اس کا برملا اظہار بھی کیا جا رہا ہے، کہاں گیا وہ خوف اور کہاں گیا وہ عشق رسول صلعم، سچے عاشق تو ایسے خوابوں کو صیغہ راز میں رکھتے ہیں مگر ایسا لگتا ہے کہ انھوں نے ''چھوٹا منہ بڑی بات'' میں درج عملیات، وظیفوں، مراقبوں اور چلہ کشیوں کے لئے قاری کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لئے جن خوابوں کا ذکر کیا ہے ''تکنیکی'' لحاظ سے یہ عمل بڑا کارگر ثابت ہوا ہے۔

شہاب اور ''شہاب نامہ'' کی تائید و تردید اور انکار و اقرار پر متعدد تحریریں سامنے آئی ہیں اور آ رہی ہیں جس سے شہاب کی

ذات اور ان کی خودنوشت کے موضوعات کی عظمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ صفحہ نمبر ۲۴۶ سے ۲۵۷ تک ''بملا کماری کی بے چین روح'' کا واقعہ درج کیا گیا ہے جس میں سنسنی خیزی اور تجسس و جستجو کے بھرپور عناصر موجود ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ ایسے واقعات کی توثیق و تنسیخ ہمارے بہت سے ادباء نے کی ہے اور کر رہے ہیں جبکہ شہاب نامے کی تکنیکی تشکیل کے متعلق شہاب خود کہتے ہیں۔

''میں ایک کتاب ''شہاب نامہ'' کے عنوان سے لکھ رہا ہوں اس کا تعلق تاریخ سے نہ ہوگا۔ یہ شاید ناول بھی نہ ہو۔ پتہ نہیں یہ سوانح عمری بن پائے گی یا نہیں۔ یہ ملی جلی تحریر ہوگی'' [۱۰]

یہی وجہ ہے کہ سیف اللہ خالد نے شہاب نامہ کو افسانوی سوانح حیات [۱۱] اور رشید امجد نے خودسوانحی ناول قرار دیا ہے [۱۲] اور مشفق خواجہ کہتے ہیں۔

''شہاب نامہ'' ایک اہم کتاب ہے لیکن خالص ادبی لحاظ سے، اس میں افراد کے جو نام ہیں وہ اصلی ہیں باقی جو کچھ ہے وہ افسانوی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ چند واقعات کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ اس میں غلط بیان کئے گئے ہیں۔۔۔ چند واقعات غلط ثابت ہو جاتے ہیں تو باقی جتنے واقعات ہیں ان کی تصدیق جب تک کسی دوسرے ذریعے سے نہیں ہو جائے گی ہم ان کو صحیح نہیں مان سکتے'' [۱۳]

شہاب نامہ کے بارے میں یہ تمام باتیں حقیقت پر مبنی ہیں مگر شہاب تو پہلے ہی سے اسے ایک ملی جلی تحریر قرار دے کر اپنا دامن بچا گئے ہیں۔ جہاں تک ''بملا کماری کی بے چین روح'' کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مختار زمن لکھتے ہیں:

''ان کا افسانہ ۱۸ اسول لائنز جو ایک آسیب زدہ مکان کا قصہ ہے خاصا مشہور ہے یہ کہانی برسوں پہلے شائع ہوئی تھی اب شہاب نامہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ یہ سچا واقعہ ہے جو کہانی شائع ہوئی تھی اس کے مطابق ایک افسر اپنی طرح دار آیا سوشیلا کے ۱۸ اسول لائنز میں رہتا تھا۔۔۔ البتہ افسانے اور واقعے میں کچھ فرق ہے مثلاً افسانے میں مرنے والی کا نام سوشیلا ہے اور اسے انگریز افسر کی ملازمہ بتایا گیا ہے۔ شہاب نامہ میں اس کا نام بملا کماری ہے جو الہ آباد کے کسی کالج کی طالبہ تھی'' [۱۴]

رشید امجد بھی اس سلسلے میں اپنی خودنوشت میں لکھتے ہیں

''رابطہ'' میں جب انہوں نے شہاب نامہ میں اسرائیل کے سفر کا حال پڑھا تو کچھ یہی کیفیت تھی۔ اتفاق سے ان دنوں وزیر آغا بھی پنڈی آئے ہوئے تھے اور ''رابطہ'' کے اس اجلاس کی صدارت بھی انہوں نے ہی کی تھی محفل میں تو اس حوالے سے زیادہ گفتگو نہ ہوئی لیکن دوسرے دن وزیر آغا کہنے لگے آپ کا کیا خیال ہے اس سفر میں کتنے واقعات سچے ہیں؟ میں نے کہا اس میں بڑا مبالغہ ہے اول تو یہ کوئی غیر عربی اتنے دن بھیس بدل کر اسرائیلی علاقے میں رہے اور خفیہ والوں کو خبر نہ ہو دوسرے وہ اتنی آسانی سے وہاں کے مدرسوں کا دورہ کر آئے۔ شہاب نامہ کے بارے میں ہماری رائے یہ تھی کہ شہاب صاحب کی اکثر کہانیاں اس میں دوبارہ شامل ہو گئی ہیں'' [۱۵]

غرض یہ کہ ''بملا کماری کی بے چین روح'' کا اظہار در حقیقت پہلے ''۱۸ اسول لائنز'' افسانے کی شکل میں ہوا پھر اسی افسانے کو دوبارہ قدرے ردوبدل کے ساتھ خودنوشت میں پیش کیا گیا۔

اب شہاب کے بقول اگر اس کو حقیقت مان بھی لیا جائے تو یہی حقیقت (چاہے جس شکل میں بھی ہو) پہلے افسانہ بنا۔ ظاہری بات ہے کہ اس واقعہ کو جو بے شک حقیقت تھی مگر افسانہ بنا دیا گیا۔ اور پھر وہی افسانہ خودنوشت کی زینت بنا۔ دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو ۱۸ اسول لائنز پر اتنا شور نہیں مچا جتنا ''بملا کماری کی بے چین روح'' پر مچا اور شہاب در حقیقت ۱۸ اسول

لائنز سے یہ توقع وابستہ کئے ہوئے تھے۔ سو فکشن میں اپنے مقصد کی تکمیل نہ ہوتے دیکھ کر شہاب نے اسے اپنی خودنوشت سوانح عمری میں شامل کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مقصد کیا تھا جو ۱۸ سول لائنز سے پورا نہیں ہو سکتا تھا کہ اسے پھر ری کنڈیشن فارم میں شہاب نامہ میں لے کر آئے۔

دیکھا جائے تو شہاب ۱۸ سول لائنز میں وہ باتیں نہیں کر سکتے تھے جو ''بھلا کماری کی بے چین روح'' کی اختتام کے بعد انہوں نے بیان کی ہیں یعنی روح کی حقیقت، اس پر مشرق و مغرب میں تحقیق، اسلامی نظریہ روح اور سلسلہ اویسیہ کی حقیقت وغیرہ، علاوہ ازیں شہاب نامہ کے آخری باب ''چھوٹا منہ بڑی بات'' کے لئے قاری کی پہلے سے برین واشنگ بھی تو کرنی تھی۔

یہی وہ باتیں تھیں جو شہاب کے ذہن میں تھیں جسکی وجہ سے پوری خودنوشت کی یہی تکنیک سامنے آتی ہے کہ حقیقت میں فسانہ اور فسانہ میں حقیقت، شہاب نامہ کی اس ملی جلی تحریر پر یار دوستوں نے کبھی تو سوانحی ناول کا لیبل چسپاں کیا تو کبھی خودنوشت کا۔ غرض یہ تحریر کچھ بھی ہو مگر اس کی ادبی شان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا ادیب جیسے بڑے قلمکار نے ''مٹی کا دیا'' کو شہاب نامہ کی سطح تک دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔۱۶

شہاب کی اس ادبیت اور تکنیکی اُپج کو سراہتے ہوئے رشید امجد نے بڑے پتے کی بات کہی ہے کہ

> ''شہاب نامہ کو خودسوانحی ناول کہہ کر میں اس کے واقعات کی سچائی کو جھٹلانے کی بات نہیں کرتا اور نہ ہی میرا مقصد یہ ہے کہ شہاب صاحب نے ان واقعات کو اپنے ذہن سے تراشا ہے بلکہ میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ ان کے اندر کے افسانہ نگار نے ان سچے واقعات بلکہ آپ بیتی کو بھی ایک ایسی فنی ترتیب عطا کی ہے کہ یہ خودنوشت ایک بڑے ناول کا روپ دھار گئی ہے۔ خاص طور پر وہ حصے یا ابواب جہاں نظریاتی بحث سے ہٹ کر واقعات خارج اور باطن دونوں دنیاؤں کے درمیان وجود پاتے ہیں، ایک خاص طرح کی جذباتی شمولیت سے اعلیٰ درجہ کا فکشن بن گئے ہیں''۱۷

مذکورہ اقتباس کے آخری جملے بڑی اہمیت کے حامل ہیں کہ بعض واقعات خارجی اور باطنی سطح پر وجود پاتے ہیں اب اس میں فنکاری کے ساتھ جذباتی شمولیت ہی درحقیقت ایک فن پارے کو اعلیٰ مقام عطا کرتی ہے۔ جہاں تک شہاب کی بات ہے تو ان کے ساتھ بھی یقیناً اسی طرح خارج میں ہوا ہوگا۔ مگر جس جزئیات اور جذباتی شمولیت کا شہاب نے یہاں مظاہرہ کیا ہے وہ قابل داد ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شہاب نامہ ص۵۲۱

۲۔ ایضاً ص۱۱۶۳

۳۔ ایضاً ص۱۱۸۰ تا ۱۱۸۳

۴۔ تعبیر الرویا ص۶۹

۵۔ جادو کی حقیقت ص۱۷۴

۶۔ الکھ نگری ص۱۱

۷۔ جو ملے تھے راستے میں ص۲۰۹ تا ۲۱۱

۸۔ اس سلسلے میں سیف اللہ خان کی کتاب ''شہاب بے نقاب'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ جسے فی اینڈ فی پبلشرز لاہور نے شائع کیا ہے۔

۹۔ شہاب نامہ ص ۱۱۸۵

۱۰۔ یہ صورت گر کچھ خوابوں کے ص ۱۱۷

۱۱۔ شہاب بے نقاب ص ۷۵

۱۲۔ روّیے اور شناختیں ص ۱۱۵

۱۳۔ ادبی ملاقاتیں ص ۱۷۸ تا ۱۷۹

۱۴۔ ذکرِ شہاب ص ۳۰

۱۵۔ تمنا بے تاب ص ۲۱۱

۱۶۔ حرف ملاقات ص ۲۷

۱۷۔ روّیے اور شناختیں ص ۱۱۵

کتابیات

۱۔	ادبی ملاقاتیں	رفیق ڈوگر	سنگِ میل لاہور	۱۹۹۴ء
۲۔	الکھ نگری	ممتاز مفتی	سنگِ میل لاہور	۱۹۹۴ء
۳۔	تعبیر الرویا	علامہ ابن سیرین	نذیر سنز پبلشرز لاہور	س ن
۴۔	تمنا بے تاب	رشید امجد	حرف اکادمی راولپنڈی	۲۰۰۱ء
۵۔	جادو کی حقیقت	غازی عزیز مبارک پوری	دارالسلام لاہور	س ن
۶۔	جو ملے تھے راستے میں	احمد بشیر	گورا پبلشرز لاہور	۱۹۹۶ء
۷۔	حرف ملاقات	مرتبہ عمران نقوی	علم و عرفان پبلشرز لاہور	۲۰۰۱ء
۸۔	ذکرِ شہاب	مرتبہ اشفاق احمد	اردو سائنس بورڈ	۱۹۸۹ء
۹۔	روّیے اور شناختیں	رشید امجد	مقبول اکیڈمی لاہور	۱۹۸۸ء
۱۰۔	شہاب بے نقاب	سیف اللہ خالد	فی اینڈ فی پبلشرز لاہور	۲۰۰۳ء
۱۱۔	شہاب نامہ	قدرت اللہ شہاب	سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور	۱۹۸۷ء
۱۲۔	یہ صورت گر کچھ خوابوں کے	طاہر مسعود	مکتبہ تخلیق ادب کراچی	۱۹۸۵ء